سندھی شاعری

قدیم و جدید شعراء

مترجم

نیاز ہمایونی

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

اکادمی ادبیات پاکستان

اکادمی ادبیاتِ پاکستان، اسلام آباد

سندھی شاعری

قدیم و جدید شعراء

مترجم

نیاز ہمایونی

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 95019
Date 17-1-2001

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS
اکادمی ادبیات پاکستان

اکادمی ادبیات پاکستان
اسلام آباد

891.411
س ن د
اضافی کاپی

نگران اعلیٰ پروفیسر پریشان خٹک
بسعی و اہتمام غلام ربانی آگرو
معاون مقبول عامر
اشاعت اول ایک ہزار (ستمبر ۱۹۸۷ء)
قیمت ۶۰/- روپے
کتابت ظہور احمد
طابع امپرس پرنٹ شاپ لاہور
ناشر اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد بتوسط رائٹر، لاہور

اس کتاب کے جملہ حقوق اکادمی ادبیات پاکستان کے پاس محفوظ ہیں

95019

عرض ناشر

پاکستانی شاعری کا گلشن رنگا رنگ پھولوں سے مہک رہا ہے۔ ان پھولوں کی بُو باس اس دھرتی کی زرخیز مٹی سے مستعار ہے۔ کہیں گلاب کے پھول ہیں اور کہیں یاسمین کے، کہیں چمپا ہے اور کہیں چنبیلی، پھولوں کی یہ رنگا رنگی اور خوشبوؤں کا یہ تنوّع ہی اِس گلشن کا حُسن ہے۔

اکادمی ادبیات پاکستان اِن خوش رنگ پھولوں کے گلدستے سجا سجا کر اپنے قارئین کی نذر کر رہی ہے۔ سب سے پہلے "پنجابی شاعری سے انتخاب" پیش کیا گیا، پھر منتخب "پشتو شاعری" کا اُردو نثری ترجمہ شائع کیا گیا، اور اب تیسرے مرحلے میں "سندھی شاعری" کے عنوان سے جدید و قدیم سندھی شعراء کے منتخب کلام کا اُردو نثری ترجمہ نذرِ قارئین ہے جسے محترم نیاز ہمایونی نے بڑی محنت اور لگن سے مرتّب کیا ہے۔ چوتھے مرحلے کے تحت بلوچی شاعری کے انتخاب و ترجمے پر کام جاری ہے اور انشاء اللہ ہم جلد ہی اُسے بھی کتابی صورت میں شائقین اَدب کے سامنے لے آئیں گے۔

ادارہ جناب جی اے الانہ کا سپاس گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کے مسوّدے پر نظر ثانی کی اور ہمیں مفید مشوروں سے نوازا۔

(غلام ربانی آگرو)

مورخہ ۲۷ ستمبر ۶۸۷

فہرست

پیش لفظ ۱۳

قدیم دور

۱۔ پیر صدرالدین ۱۹
۲۔ قاضی قاضن ۲۰
۳۔ مخدوم نوح ۲۱
۴۔ شاہ کریم ۲۲
۵۔ شاہ لطف اللہ قادری ۲۳
۶۔ سنت پران ناتھ ۲۴
۷۔ شاہ عنایت ۲۵
۸۔ پیر ابراہیم بارا ہو ۲۶
۹۔ صاحبڈنہ فاروقی ۲۷
۱۰۔ شاہ لطیف ۲۸
۱۱۔ جبیر فقیر ۲۹
۱۲۔ خواجہ محمد زماں ۳۰
۱۳۔ رمضان واڈھو ۳۱
۱۴۔ روحل فقیر ۳۲
۱۵۔ سامی ۳۳
۱۶۔ سچل سرمست ۳۵
۱۷۔ مخدوم عبدالرحیم گرھوڑی ۳۶
۱۸۔ مراد فقیر ۳۷
۱۹۔ ملا اویس شکارپوری ۳۸
۲۰۔ صدیق فقیر ۳۹
۲۱۔ خلیفہ کرم اللہ شکارپوری ۴۰
۲۲۔ صوفی ابراہیم شاہ مسکین ۴۱
۲۳۔ آخوند صاحبڈنہ ۴۲
۲۴۔ دلپت صوفی ۴۳
۲۵۔ صوفی دریا خاں ۴۴
۲۶۔ خلیفہ نبی بخش لغاری ۴۵
۲۷۔ میاں موسیٰ ملاح ٹھٹوی ۴۶
۲۸۔ فتح فقیر کلہوڑو ۴۷
۲۹۔ عثمان فقیر ۴۸
۳۰۔ امید علی ۴۹
۳۱۔ آخوند لطف اللہ ۵۰
۳۲۔ بلند فقیر ۵۱
۳۳۔ نواب احمد خاں لغاری ۵۲
۳۴۔ شاہ شریف ۵۳
۳۵۔ جان اللہ شاہ عاشق ۵۴

۳۶- نانک یوسف ۵۵

۳۷- پیر محمد اشرف ۵۶

۳۸- حافظ حامد ۵۷

۳۹- حاجی پریل شاہ ۵۸

۴۰- آخوند محمد قاسم سانونی ۵۹

۴۱- بچل شاہ ۶۰

۴۲- محمد قاسم ہالائی ۶۱

۴۳- خوش خیر محمد ۶۲

۴۴- حمل فقیر ۶۳

۴۵- فقیر غلام حیدر تیرھیو ۶۴

۴۶- خلیفہ گل ہالائی ۶۵

۴۷- بیدل فقیر ۶۶

۴۸- پیر علی گوہر شاہ اصغر ۶۷

۴۹- مینگھو فقیر ۶۸

۵۰- والیڈنو فقیر شکارپوری ۶۹

۵۱- سائیں قطب شاہ جہانیاں ۷۰

۵۲- حیدر شاہ ۷۱

۵۳- چھتو فقیر سانگی ۷۲

۵۴- نواب الہداد خاں صوفی ۷۳

۵۵- آسورام ۷۴

۵۶- سید میاں صاحب شاہ کچھی ۷۵

۵۷- حاجی گل محمد رند بلوچستان ۷۶

۵۸- مصری شاہ ۷۷

۵۹- شاہ محمد دیڈر ۷۸

۶۰- دریا خاں کلہوڑو ۷۹

۶۱- شاہ نصیر ۸۰

۶۲- مخدوم امین محمد ۸۱

۶۳- غلام محمد گدا ۸۲

۶۴- مولوی غلام محمد خانزئی ۸۳

۶۵- (سادھو) ہیمنداس ۸۴

۶۶- سلیمان شاہ ۸۵

۶۷- خواجہ غلام فرید ۸۶

۶۸- فقیر ولی محمد لغاری ۸۷

۶۹- پیر رشید الدین شاہ ۸۸

۷۰- سید غلام شاہ جہانیاں پوتہ ۸۹

۷۱- سائیں جیوت سنگھ ۹۰

۷۲- رمضان کنبھار ۹۱

۷۳- قاضی عرس ۹۲

۷۴- غلام شاہ راشدی ۹۳

۷۵- نواب شاہ سکایل ۹۴

۷۶- محمد خاں تالپور ۹۵

۷۷- پیر حسین بخش شاہ ۹۶

۷۸- مولانا عبدالغفور مفتون ہمایونی ۹۷
۷۹- موہن فقیر ۹۸
۸۰- صوفی رکھیل شاہ ۹۹
۸۱- وریل فقیر ۱۰۰
۸۲- میر عبدالحسین سانگی ۱۰۲
۸۳- میر علی نواز علوی ۱۰۳
۸۴- محمود فقیر کھٹیان ۱۰۴
۸۵- غلام علی سبز پوش ۱۰۵
۸۶- فقیر روشن علی شاہ ۱۰۶
۸۷- شمس العلماء میرزا قلیچ بیگ ۱۰۷
۸۸- شمس الدین بلبل ۱۰۸
۸۹- فقیر محمد محسن بیکس ۱۰۹
۹۰- حافظ ہادی ڈنو ۱۱۰
۹۱- محمد ہاشم مخلص ۱۱۱
۹۲- میر عبدالقادر ۱۱۲
۹۳- منٹھار فقیر راجڑ ۱۱۳
۹۴- بڈھل فقیر ۱۱۴
۹۵- دیوان بھوجراج ۱۱۵
۹۶- صاحبڈنو شاہ ۱۱۶
۹۷- فقیر احمد علی ۱۱۷
۹۸- پیر صالح شاہ رانی پور ۱۱۸
۹۹- سوامی ہیمراج ۱۱۹
۱۰۰- حاجی خاتن ۱۲۰
۱۰۱- پیر کمال نوشہرائی ۱۲۱
۱۰۲- مولوی احمد ملاح ۱۲۲
۱۰۳- محمد فقیر کھٹیان ۱۲۳
۱۰۴- بتن فقیر جیہو ۱۲۴
۱۰۵- شمس الدین شاہ شمن ۱۲۵
۱۰۶- الہڈنو فقیر ماچھی ۱۲۶
۱۰۷- فقیر ہادی بخش مسکین ۱۲۷
۱۰۸- امام بخش صابر ۱۲۸
۱۰۹- لعل چند مجروح ۱۲۹
۱۱۰- غلام علی شاہ کٹڑیوال ۱۳۰
۱۱۱- ہز ہائنس میر علی نواز ناز خیرپور ۱۳۱
۱۱۲- بیدل فقیر نوشدل ۱۳۲
۱۱۳- تولارام بالانی عاجز ۱۳۳
۱۱۴- بھاون شاہ ساقی ۱۳۴
۱۱۵- مولوی احمد علی مجذوب ۱۳۵
۱۱۶- حافظ عبداللہ بسمل ۱۳۶
۱۱۷- آغا صوفی ۱۳۷
۱۱۸- زماں شاہ ساقی ۱۳۸

۱۱۹- مہدی شاہ جہانیاں پوتہ ۱۳۹

۱۲۰- حکیم فتح محمد سیوہانی ۱۴۰

۱۲۱- محمد بخش واصف ۱۴۱

۱۲۲- ہدایت علی "تارک" ۱۴۲

جدید دور

۱- غلام احمد نظامی ۱۴۴

۲- حاجی محمود خادم ۱۴۵

۳- شیخ محمد ابراہیم خلیل ۱۴۶

۴- حافظ محمد احسن چنہ ۱۴۷

۵- حیدر بخش جتوئی ۱۴۸

۶- عبدالکریم گدائی ۱۴۹

۷- مراد علی کاظم ۱۵۰

۸- آغا عبدالنبی علیگ ۱۵۱

۹- لطف اللہ بدولی ۱۵۲

۱۰- راضی فقیر ۱۵۳

۱۱- علی بخش رضا ۱۵۴

۱۲- میرزا اسد بیگ ۱۵۵

۱۳- شیخ عبدالرزاق راز ۱۵۶

۱۴- سید اظہر گیلانی ۵۷

۱۵- مخدوم محمد زماں طالب المولیٰ ۱۵۸

۱۶- عطا محمد حامی ۱۵۹

۱۷- مظفر حسین جوش ۱۶۰

۱۸- مولانا غلام احمد گرامی ۱۶۱

۱۹- احمد خاں آصف مصرانی ۱۶۲

۲۰- رشید لاشاری ۱۶۳

۲۱- بردو سندھی ۱۶۴

۲۲- فیض بخشاپوری ۱۶۵

۲۳- احسن الہاشمی ۱۶۶

۲۴- محمد حسن ساز ۱۶۷

۲۵- شیخ ایاز ۱۶۸

۲۶- ایاز قادری ۱۶۹

۲۷- میرزا عباس علی بیگ ۱۷۰

۲۸- منظور نقوی ۱۷۱

۲۹- سلیم گاڑھوی ۱۷۲

۳۰- اسحاق اثر ۱۷۳

۳۱- عبدالقیوم صائب ۱۷۴

۳۲- ندیم انصاری ۱۷۵

۳۳- علی محمد مجروح ۱۷۶

۳۴- سردار علی شاہ ذاکر ۱۷۷

۳۵- نشتر ناقتن شاہی ۱۷۸

۳۶- معمور یوسفانی ۱۷۹

۳۷- نیاز ہمایونی ۱۸۰
۳۸- استاد بخاری ۱۸۱
۳۹- شیخ عبدالحلیم جوش ۱۸۲
۴۰- بلاول پردیسی ۱۸۳
۴۱- شمشیر حیدری ۱۸۴
۴۲- جلیل سروری ۱۸۵
۴۳- صوفی ساجد سرشاری ۱۸۶
۴۴- رحیم بخش قمر ۱۸۷
۴۵- تنویر عباسی ۱۸۸
۴۶- پروانو بھٹی ۱۸۹
۴۷- عبدالجبار شام ۱۹۰
۴۸- قیوم طراز ۱۹۱
۴۹- مہران خاں بجارانی ۱۹۲
۵۰- ابراہیم منشی ۱۹۳
۵۱- نور شاہین ۱۹۴
۵۲- نیاز علی شاہ محسن ۱۹۵
۵۳- سرویچ سجاولی ۱۹۶
۵۴- خادم سروری ۱۹۷
۵۵- نواز علی شوق ۱۹۸
۵۶- آثم ناتھن شاہی ۱۹۹
۵۷- سام جے سنگھانی ۲۰۰
۵۸- عنایت بلوچ ۲۰۱
۵۹- سروپ چندر شاد ۲۰۲
۶۰- غلام حسین رنگریز ۲۰۳
۶۱- ذوالفقار راشدی ۲۰۴
۶۲- قمر شہباز ۲۰۵
۶۳- غلام رسول شاہ نور ۲۰۶
۶۴- یوسف شاہین ۲۰۷
۶۵- فتاح ملک ۲۰۸
۶۶- میر خادم جلالی ۲۰۹
۶۷- سید مرتضےٰ ڈاڈاہی ۲۱۰
۶۸- مخدوم زادہ امین فہیم ۲۱۱
۶۹- تاج بلوچ ۲۱۲
۷۰- شبیر شاہ ہاتف ۲۱۳
۷۱- امداد حسینی ۲۱۴
۷۲- عبدالکریم پلی ۲۱۵
۷۳- قلندر لکیاری ۲۱۶
۷۴- شعبان بخت ۲۱۷
۷۵- آذر نایاب ۲۱۸
۷۶- ڈاکٹر در محمد پٹھان ۲۱۹

۷۷۔ سوز ہالائی ۲۲۰
۷۸۔ دلیرام ولبھ ۲۲۱
۷۹۔ الطاف عباسی ۲۲۲
۸۰۔ تاجل بیوس ۲۲۳
۸۱۔ عابد لغاری ۲۲۴
۸۲۔ وفا ناتھن شاہی ۲۲۵
۸۳۔ شیخ محمد سومار بدینوی ۲۲۶
۸۴۔ بشیر موریانی ۲۲۷
۸۵ عبدالرحمٰن نقاش ۲۲۸
۸۶۔ مریم مجیدی ۲۲۹
۸۷۔ ملک ندیم ۲۳۰
۸۸۔ خاکی جویو ۲۳۱
۸۹۔ راز ناتھن شاہی ۲۳۲
۹۰۔ ہدایت بلوچ ۲۳۳
۹۱۔ نفیس احمد ناشاد ۲۳۴
۹۲۔ جوہر بروہی ۲۳۵
۹۳۔ سلطانہ وفاصی ۲۳۶
۹۴ بشیر سیتائی ۲۳۷
۹۵ بشیر احمد شاد ۲۳۸
۹۶ فرخندہ بانو ۲۳۹
۹۷۔ مدد علی سندھی ۲۴۰
۹۸۔ میرزا فیاض بیگ ۲۴۱
۹۹۔ سحر امداد ۲۴۲
۱۰۰۔ عزیز اللہ عزیز بروہی ۲۴۳
۱۰۱۔ انور نگار ہکڑو ۲۴۴
۱۰۲۔ ہادی بخش فدا تالپور ۲۴۵
۱۰۳۔ تاج جویو ۲۴۶
۱۰۴۔ تہمینہ مفتی ۲۴۷
۱۰۵۔ نصیر مرزا ۲۴۸
۱۰۶۔ ذوالفقار سیال ۲۴۹
۱۰۷۔ مخدوم زادہ جمیل الزمان ۲۵۰
۱۰۸۔ ایاز گل ۲۵۱
۱۰۹۔ سزوار جہانیاں ۲۵۲
۱۱۰۔ اول سومرو ۲۵۳
۱۱۱۔ پشپا ولبھ ۲۵۴
۱۱۲۔ نیما کوثر ۲۵۵
۱۱۳۔ ثریا سوز ڈیپلائی ۲۵۷
۱۱۴۔ مختار ملک ۲۵۸
۱۱۵۔ منٹھار سولنگی ۱۵۹

پیش لفظ

سندھی علم و ادب اپنی وسعت اور وقعت کے اعتبار سے صدیوں پر محیط ہے تاریخ میں یہ شرف بھی سندھی زبان کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے اسی میں قرآن حکیم کا ترجمہ ہوا تھا۔ روایت ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک (۸۸۳ء ــــ ۲۷۰ھ) نے منصورہ سندھ کے امیر عبداللہ بن عبدالعزیز ھبازی کو ایک پیغام کے ذریعے گزارش کی تھی کہ اسے سندھی زبان میں اسلامی احکام و قوانین کے متعلق ایک مکمل تفسیر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ امیر عبداللہ (۸۸۳ء ــــ ۸۹۲ء) نے منصورہ کے ایک عراقی عالم کو جو سندھی میں بھی مہارت تامہ کا مالک تھا۔ کشمیری راجہ کے ہاں روانہ کیا۔ اسی عراقی عالم نے راجہ کی منشا کے مطابق کشمیر میں رہ کر اسے اسلامی احکام و قوانین کی تدوین کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا ترجمہ بھی سندھی زبان میں ترتیب دے کر پیش کیا تھا۔

سندھی نثر کی مانند سندھی شعر بھی قابل ذکر قدامت کا حامل ہے۔ ایک تاریخی تذکرے کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں سوراشٹر شاہی کے دربار سے ایک صاحب علم سیاح آچاریہ ردیوتن سندھ میں سندھی زبان کے متعلق تحقیق کرنے آئے تھے انہوں نے ۷۷۸ھ میں یہاں سے واپس جاکر اپنی تصنیف "کویہ مالا کتھا" میں لکھا کہ:

میں نے سندھ میں ایسے محب وطن شاعر دیکھے جنہیں اپنی زبان پر ناز تھا یہ شاعر اپنے گیتوں کو نہایت نزاکت کے ساتھ مترنم انداز میں پیش کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔

سندھی زبان صدیوں کی محنت کے نتیجے میں علمی و ادبی ذخائر سے بھرپور رہے یہاں نثر چاہے نظم کے خزانوں کی کوئی کمی نہیں۔ اس کی اسی اہمیت کو مدنظر رکھتے

ہوئے ملک کے نامور عالم جناب اے کے بروہی فرماتے ہیں: سندھی زبان دوسری علاقائی زبانوں سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہے اور وہ اس بات پر فخر کر سکتی ہے کہ اس میں عظیم ادباؑ و شعراء اور ناقدین موجود ہیں۔ لیکن انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا بیشتر حصہ ملک کے دوسرے بھائیوں کے سامنے نہیں آسکا ہے اگر کوئی شخص کسی کو سمجھنا چاہتا ہے تو اس کا صحیح راستہ یہی ہے کہ دوسروں کو بھی اسی طرح دیکھا جائے جس طرح دوسرا انہیں دیکھتا سوچتا اور محسوس کرتا ہے اور اس طرح کی سوچ اور احساس کا بہترین ثبوت اس کا ادب ہے جو اس نے تخلیق کیا ہے۔

اکادمی ادبیات پاکستان نے وقت کی اس اہم ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف زبانوں کے شہپاروں کے ترجموں کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے یہ کتاب بھی اس کی ایک کڑی ہے میں نے تیرھویں صدی عیسوی سے لے کر بیسویں صدی عیسوی تک کی صدیوں کی چیدہ شاعری سے استفادہ کرتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دی ہے جو اتنی جامع تو نہیں تاہم اس حد تک کافی ضرور ہے کہ اس کے مطالعے سے قارئین کے لیے تھوڑا بہت افادہ میسر ہو جائے۔ میرے لیے اس کتاب کی یہی منفرد ترتیب بہتر اور مناسب رہی جس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے میں نے سن وسال کی روشنی میں پورا مواد پیش کیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے لیے کسی مشکل یا تکلیف کا شائبہ تک نہ ہو۔ یہاں پر قدیم و جدید شاعر کی ولادت اور وفات یا زندہ ہونے کی صورت میں صرف ولادت کی تاریخ معلوم کر کے متعلقہ دور کی شاعری سے یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس دور میں حیات و کائنات کے کیا مسائل تھے اور ان کو کس طرح قلمبند کیا جا چکا ہے۔ میں اپنی اس انوکھی مشقت سے کسی حد تک مطمئن ہوں بلا شک اس سے قارئین کے علم میں اتنا اضافہ ضرور ہوگا کہ وہ سن وسال کی نشاندہی کے لحاظ سے سندھی شاعری کو مختلف ادوار کی خوش گفتاری اور خوش رفتاری

کے سیل رواں سے اچھی طرح دیکھ اور پرکھ سکیں گے۔ یہ سن وسال کی نشاندہی اتنی آسان بات نہ تھی پھر بھی میں نے انتہائی محنت سے اس کو سرانجام دے کر ایک انوکھا تجربہ اپنا لیا ہے تاکہ سندھی شاعری کا صدیوں پر محیط پورا پس منظر سامنے آجائے۔

جہاں تک ترجمے کی اہمیت وافادیت کا تعلق ہے اس بارے میں جناب غلام ربانی صاحب ڈائریکٹر جنرل اکادمی ادبیات پاکستان کی آرا ئے موقعہ کی مناسبت سے پیش خدمت ہیں: آپ کا ارشاد ہے کہ اگر اس لحاظ سے غور کیا جائے کہ ترجمے نے انسانی تہذیب کی ترقی میں کیا حصہ لیا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسانی تہذیبوں نے آپس میں ان کے ذریعے بہت کچھ لین دین کیا ہے۔ ترجمہ ہی ایک زبان کے علمی ادبی سرمائے کو دوسری زبان بولنے والے انسانی گروہ تک پہنچاتا ہے اور دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔

میرا یہ ترجمہ کس حد تک کامیاب ہے اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہوئے یہاں دوبارہ جناب غلام ربانی صاحب کی رائے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: باوجودیکہ ہر زبان کا اپنا مزاج اور جینئس ہوتا ہے اور کسی زبان کا ترجمہ پورے طور پر دوسری زبان میں ہو جانا کسی حد تک ناممکن خیال کیا جاتا ہے اس نہج پر کہ ایک ادبی شاہکار کی نفاستوں اور لطافتوں کا ابلاغ ترجمے کے ذریعے صرف جزوی طور پر ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن ابلاغ کی مثالی صورت تو خود طبعزاد تخلیقات کے حصے میں بھی نہیں آتی۔ قادر الکلام شاعروں کا قول ہے کہ وہ اپنے شاعرانہ تخیلات اور جذبات واحساسات کا محض ایک معمولی حصہ جزوی طور پر الفاظ کی قید میں لا پاتے ہیں اور ایک بڑا حصہ ان تخیلات و جذبات اور احساسات کا ابلاغ سے محروم رہ جاتا ہے اس نقص ابلاغ کے باوجود شعر کہے جاتے ہیں۔

اور کیے جاتے رہیں گے کیونکہ جو حصہ ابلاغ کی گرفت میں آجاتا ہے اپنی تائید میں وہ بھی کچھ کم نہیں ہوتا یہی حال ترجموں کا ہے باوجود اس کے کہ ترجمے کے ذریعے پورے طور پر ابلاغ ناممکن ہے تاہم ترجمے کو ایک قسم کا مفاہمہ کہا گیا ہے. ترجمے کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے. ترجمے کے ذریعے جس حد تک ابلاغ ہو جاتا ہے وہ بھی اس کی افادیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے. میں سمجھتا ہوں سندھی علم وادب کے معیار کے متعلق جناب اے کے بروہی صاحب کے حتمی فیصلے اور ترجمے کے بارے میں جناب غلام ربانی صاحب کی زریں رائے کی موجودگی میں مجھے مزید صراحت اور وضاحت پیش کرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے یہ پیش لفظ یہاں ختم کرتا ہوں. مجھے توقع ہے کہ قارئین کرام اس انتخاب میں موجود یا محسوس ہونے والی ہر کمی بیشی کو دھیان میں رکھتے ہوئے مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ ان کا یہ احسان آئندہ کے لیے اس حقیر کے حق میں رہنما ثابت ہو۔

وما علینا الا البلاغ

نیاز ہمایونی

نگران اردو سائنس بورڈ

حیدر آباد

سندھی شاعری

"قدیم شعراء"

آسورام ہالائی

میں نے لاشک ایک لاغرض سے محبت کی
دعا کرنا سکھیو! کہ اب بھرم رہ جائے !
عشق بحرِ بے کراں ہے جس کا انت نہیں
اس کے اوسان خطا ہو گئے جو اس میں اُتر چکا
یہ پُر آشوب موجوں کی دہشت ناکیاں
ایسی خطرناک کہ دن رات کا ہوش نہیں
عشق مشکل ترین اور جان لیوا ہے
میں دشوار مرحلوں سے گزر کر یار سے مل سکا ہوں
ایک ہی جست میں سارے بندھن توڑ دیئے ہیں نے
اس کے بعد ہی مجھے اپنی منزل قریب نظر آئی
تیری ہمدرد محبت سے ہی وصل کی امید ہے
اسی بھروسے پر میں ترے ذکر و فکر میں لگا رہتا ہوں

○

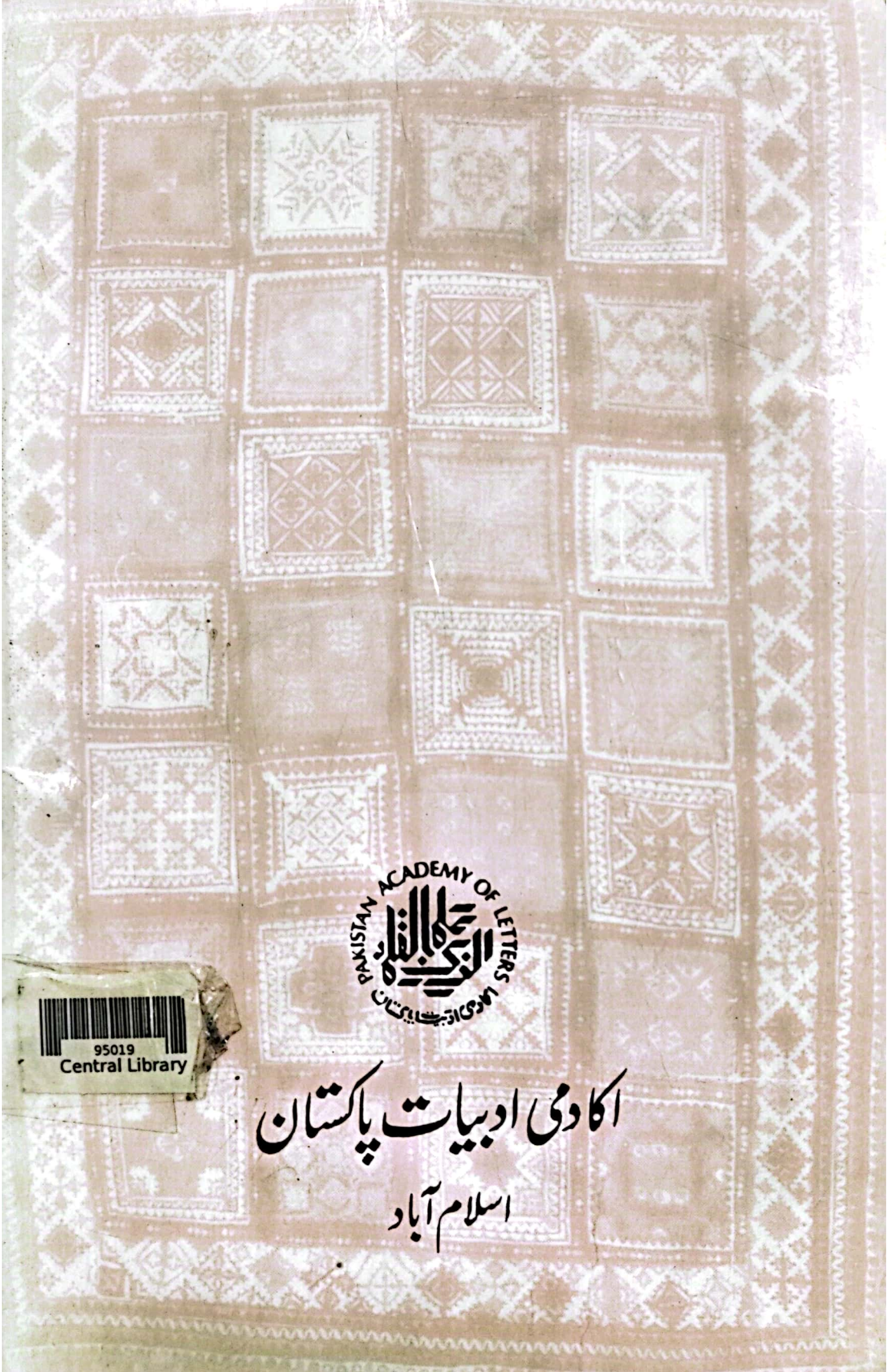

95019
Central Library

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

اکادمی ادبیات پاکستان

اسلام آباد